ہمارا شہر

میرپور خاص

تعارف:

ہمارا شہر میر پور خاص سندھ صوبے کا چوتھا، پاکستان کا ۲۳ واں اور ڈویژن کا پہلا بڑا شہر ہے جس میں ہزاروں سال سے آباد مقامی باشندے، انڈیا سے آنے والے مہاجرین، پنجاب اور سرحد سے آنے والے اور کچھ بلوچی سب مل جل کر رہتے ہیں۔ یہ شہر ایک تجارتی منڈی بھی ہے جو میدانی علاقے پر آباد ہے اور یہاں مختلف اقوام و قبیلے رہتے ہیں۔

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، یہ شہر میروں کا بسایا ہوا ہے۔ میر موسیٰ خان نے اس شہر کی بنیاد ڈالی۔

میر علی مراد خان ٹالپر، حاکم ''مانکانی سرکار'' نے ۱۸۰۶ء میں دریائے پران کی ایک شاخ ''لیتھ واہ'' کے کنارے اپنا قلعہ قائم کر دیا۔ اسی شاخ کے ذریعے تجارتی سامان شہر میں آیا اور جایا کرتا تھا۔

شروعاتی دور میں میر پور خاص صرف ''صرافہ بازار'' اور کاہو بازار پر مشتمل تھا جس میں تین سو کانیں تھیں اور شہر کی کل آبادی تقریباً دس ہزار تھی۔

تاریخ:

''تاریخ قوم کے ماضی کے واقعات اور عروج و زوال کی یادوں کا ذخیرہ ہے۔ کسی بھی قوم کے مستقبل کی ترقی کے لیے تاریخ ایک اہم کردار اُدا کرتی ہے''۔

میر پور خاص کی تاریخ کے حوالے سے قدیم کھنڈرات بتاتے ہیں کہ تقریباً ڈھائی ہزار سال پہلے یہاں کے باشندے بڑی خوشحال زندگی بسر کیا کرتے تھے جس کی مثال ''کاہو جودڑو'' ہے۔

بدھ دھرم کے بانی حضرت گوتم بدھ (پیدائش: ۵۶۶ ق م) کے مقدس چرن جب میر پور خاص میں پڑے تو ان کی یاد میں ایک ''استوپا'' عبادت کے لیے بنایا گیا جہاں ہزاروں کی تعداد میں بدھ بھکشو جمع ہو کر عبادت کیا کرتے تھے پھر اسی استوپا کے پاس آہستہ آہستہ شہر آباد ہو گیا۔ یہاں ایک قلعہ بھی قائم تھا جس میں محمد بن قاسم نے راجہ داہر کو شکست دے کر اسلامی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ کافی عرصے تک یہاں عربوں کی حکومت رہی پھر سومرے اور سمے حاکم بنے جن کے بعد ارغوان، ترکھان اور پھر کلہوڑے آئے۔ یہ شہر باقاعدہ طور پر ۱۸۰۶ء میں قائم ہوا۔

کلہوڑا حکومت کے زوال کے بعد یہاں ٹالپر حکمران بنے جو ''میر'' کہلاتے ہیں۔ میر علی مراد خان ٹالپر نے قلعہ بنوانے کے بعد بابا مکھن شاہ کے مزار کو بھی نئے سرے سے تعمیر کروانے کی کوشش کی تھی مگر دورانِ تعمیر اس کی مٹی بھی استعمال کر لی گئی جس کے باعث مانکانی دارالسلطنت کی آخری یادگار بھی صفحۂ ہستی سے مٹ گئی، جو کہ مختیار کار کے دفتر والی جگہ پر تھی۔

میر علی مراد نے ۱۸۳۶ء میں وفات پائی۔ ان کے بعد ان کے فرزند میر شیر محمد خان (شیر سندھ) نے سات سال تک دبدبے سے حکومت چلائی۔ اپنی زندگی کے آخری حصے میں انھوں نے ملتِ اسلامیہ کی بقاء کے لیے بھی کئی یادگار کام کیے۔ وہ انگریزوں کے سامنے بھی نہیں جھکے مگر نصیب میں شکست لکھی

تھی۔ وہ ایک میدانِ جنگ میں انگریزوں سے ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے باوجود ہار گئے اسی جنگ میں مشہور سپہ سالار جنرل ہوش محمد بھی شہید ہوئے جن کے بدولت بلوچوں کی بہادری دیکھ کر انگریز سپہ سالار اپنے سر کے بال نوچ لیا کرتے تھے۔

شیرِ سندھ نے ۱۸۵۳ء میں انگریزوں سے صلح کر لی اور آخری وقت تک میر پور خاص ہی میں رہے۔ انھوں نے ۲۴ اگست ۱۸۷۶ء میں وفات پائی۔

انگریزوں کے دور میں میر پور خاص کے شہری شہر چھوڑ کر چلے گئے تھے جس کی وجہ سے انگریزوں نے عمر کوٹ کو ضلع کا صدر مقام بنا دیا اور ہمارے شہر کو حیدر آباد ضلع میں شامل کر دیا۔ ۱۸۹۹ء میں ریلوے لائن میر پور خاص پہنچی اور جمراؤ کینال میں پانی آیا تو میر پور خاص کی آبادی بڑھنے لگی اور انگریزوں نے ۱۹۰۶ء میں اس شہر کو ضلع تھرپارکر کا صدر مقام بنا دیا اور یوں اپنی تعمیر کے پورے ایک سو سال بعد میر پور خاص نے اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر لیا۔

بات ہو رہی تھی انگریزوں کے دور کی جنھوں نے اپنے ابتدائی دور میں "روبرٹ سن" بازار قائم کروایا جسے ہم موجودہ "اسٹیشن بازار" کے نام سے جانتے ہیں۔

انگریزوں نے ۱۹۱۶ء میں یہ بات منکشف کی کہ شہر میر پور خاص دنیا کے نقشے پر "۳ '۲۵ شمالی طول البلد "۳ '۴۹ مشرقی عرض البلد کے درمیان واقع ہے اور سطحِ سمندر سے ۶۵۰ فٹ بلند ہے جو کہ عمر کوٹ سے ۱۹۰۶ء کی پوزیشن سے زیادہ بہتر ہے۔

انگریزوں نے اس شہر کے باہر ۱۹۲۶ء میں ایک سرکاری فارم قائم کروایا جس میں پھلوں سبزیوں اور پیداواری اضافے پر تحقیقات ہوتی ہے۔

۱۹۳۸ء میں کانگریسی لیڈر مسٹر فقیر محمد منگریو کانگریس سے مستعفی ہو کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔

۱۶ دسمبر کو قائدِ اعظم کراچی تشریف لائے تو مسٹر فقیر محمد منگریو نے قائدِ اعظم کو میر پور خاص آنے کی دعوت دی اور وہ صبح آٹھ بجے میر پور خاص ریلوے اسٹیشن پر اُترے، انھوں نے میونسپل آفس کے نزدیک میدان میں ایک شان دار جلسہء عام سے خطاب بھی کیا جس کے بعد وہ بمبئی روانہ ہو گئے۔

دورِ جدید:

اگر ہم میر پور خاص کے ترقیاتی زون بنائیں تو چار بنتے ہیں:

۱) **سٹی زون:** اس زون میں اصل شہر، نائی پاڑہ، ہیر آباد، تھامس آباد، نیو ٹاؤن، ڈھولن آباد، ٹاور آباد، غریب آباد جمنا داس کالونی، لال چند آباد اور ریلوے اسٹیشن کے سامنے والا حصہ شامل ہیں۔

۲) **انتظامی اور تعلیمی اداروں کا زون:** اس زون میں سرکاری دفاتر، اسکول و کالج، سرکاری رہائشی بنگلے اور پرائیویٹ بلڈنگز شامل ہیں۔ اس کے جنوب میں ریلوے لائن اور شمال میں ٹنڈو آدم روڈ ہیں۔ میونسپلٹی سے لے کر مغربی جانب سارا علاقہ اس میں آجاتا ہے۔

۳) **تازہ ترقی یافتہ زون:** اس میں ڈاکٹر سیّد علی محمد روڈ، سٹیلائٹ ٹاؤن، تھار نگر، گلشن کالونی، بھان سنگھ آباد اور رحیم نگر آجاتے ہیں۔ اقبال روڈ اس زون کا بڑا روڈ ہے اور شہید راجہ میر زماں بس اسٹینڈ بھی اسی زون میں آجاتا ہے۔

۴) **زیر ترقی زون:** یہ زون شہر کے شمالی و مشرقی جانب والا علاقہ ہے جو ریلوے لائن نواب شاہ، رنگ روڈ اور عمر کوٹ روڈ کے درمیان ہے جس میں سب رہائشی پلاٹ ہیں جو راجڑ کالونی، بمن آباد، سیال کالونی، ماڈل ٹاؤن، عمران ٹاؤن اور پاک کالونی پر مشتمل ہے۔

بلدیہ:۔

ضلع تھرپارکر میں صرف میر پور خاص ہی میں بلدیہ کمیٹی ہے جب کہ دوسرے شہروں میں ٹاؤن کمیٹیاں ہیں۔

یکم اپریل ۱۹۰۲ء میں میرپور خاص کو میونسپلٹی کا درجہ دیا گیا جب اس کی حیثیت ایک تعلقہ ہیڈکوارٹر کی تھی۔ جب ۱۹۱۹ء میں لوکل سیلف گورنمنٹ قانون کے نفاذ کے بعد میرپور خاص میں پہلے عام انتخابات ہوئے تو ۱۹۲۰ء میں قائم ہونے والی میونسپل کمیٹی کے پریزیڈنٹ اور ضلع کے کلکٹر مسٹر ارون ایک انگریز تھے۔ اس کے بعد سے بلدیہ ترقی کرتی چلی گئی۔

۱۹۵۴ء میں بلدیہ کو بڑی میونسپلٹی کا درجہ ملا۔ ۱۹۷۹ء سے میرپور خاص کو ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر میونسپل کمیٹی کا درجہ مل چکا ہے۔ جس کے چیئرمین عوام سے منتخب ہو کر آتے ہیں۔

جن دنوں نصیر علی عباسی وائس چیئرمین بلدیہ تھے ان دنوں بلدیہ میرپور خاص کو ''سی'' گریڈ سے ''بی'' گریڈ میں ترقی دی گئی۔

میرپور خاص بلدیہ کی آمدنی اور اخراجات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ وسائل کا کثیر حصہ مختلف تعمیری کاموں کی تکمیل پر خرچ کیا گیا ہے۔ اور کڑی نگرانی کی وجہ سے آمدنی میں اضافہ ہوا ہے۔

میرپور خاص ڈویژن :۔

اپریل ۱۹۹۳ء سے وزیرِ اعلیٰ سندھ ''سیّد مظفر حسین شاہ'' نے میرپور خاص، عمرکوٹ، تھر اور سانگھڑ اضلاع کی ڈویژن بنا کر میرپور خاص شہر کو ان کا صدر مقام بنا دیا جو کہ اس شہر کے روشن مستقبل کے لیے ایک اچھا قدم تھا۔

یہ ڈویژن مندرجہ بالا چار حصوں پر مشتمل تھا:

۱) ضلع میرپور خاص :۔ میرپور خاص، کوٹ غلام محمد، ڈگری، سندھڑی تعلقے۔

۲) ضلع تھر :۔ مٹھی، چھاچھرو، نگر پارکر اور ڈیپلو تعلقے۔

۳) ضلع عمرکوٹ :۔ عمرکوٹ، سامارو، کنری اور پتھورو تعلقے۔

۴) ضلع سانگھڑ :۔ سانگھڑ، سنجھورو، شہداد پور، ٹنڈو آدم (ا) اور جام نواز علی تعلقے۔

۲۰۰۰ء میں بلدیاتی الیکشن ہوئے اور ڈویژن ختم کر کے ایک نیا سسٹم متعارف کرایا گیا جو کہ ضلعی حکومتی نظام کے تحت وجود میں آیا۔ اس میں ڈپٹی کمشنر اور کمشنر کی پوسٹ ختم کر کے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر (ڈی۔سی۔او) اور ضلعی ناظم کی پوسٹ بنائی گئی۔ میرپور خاص کے پہلے ناظم پیر شفقت حسین شاہ اور پہلے ڈی۔سی۔او میر حسین علی تھے۔

ٹرانسپورٹ :

میرپور خاص سے جو پکے راستے باہر نکلتے ہیں وہ کھان، کھپرو، ڈگری، حیدرآباد اور ٹنڈو آدم کو جاتے ہیں، ان راستوں پر تیز رفتار بسیں چلتی ہیں جو کہ پہلے مختلف علاقوں سے نکلا کرتی تھیں۔ ۲۰۰۱ء میں یہاں ایک بس ٹرمنل قائم کیا گیا اور اب وہیں سے بسیں مختلف شہروں کو روانہ ہوتی ہیں۔

شہر میں راستوں کی پانچ جنکشن ہیں جن کے نام میونسپلٹی چوک، اقبال چوک، چاندنی چوک اور سرسید چوک ہیں اور پانچ ناکے ہیں جن میں حیدرآباد ناکہ، میرواہ ناکہ، کھپرو ناکہ اور ٹنڈو آدم ناکہ شامل ہیں۔

شہر کے بڑے بڑے روڈ، ایم اے جناح روڈ جو حیدرآباد کو جاتا ہے، اقبال روڈ جو میرواہ کو جاتا ہے، کھپرو روڈ، شہید ملت روڈ، سرسیّد روڈ ڈاکٹر سیّد علی محمد روڈ اور فروٹ فارم روڈ ہیں۔

ریلوے لائن انگریزوں کے دور میں ۱۸۹۹ء کو قائم ہوئی۔ ریلوے لائن کی وجہ سے اب میرپورخاص تین حصّوں میں بٹا ہوا ہے، ایک اصل شہر، دوسرا حیدرآباد ریلوے لائن کے پار بھان سنگھ آباد وسٹیلائٹ ٹاؤن اور تیسرا نواب شاہ لائن کے پاس پاک کالونی وغیرہ۔

میرپورخاص ریلوے پلیٹ فارم ملک میں چھوٹی لائن کا سب سے بڑا اور بڑی لائن کا ساہیوال کے بعد پاکستان کا دوسرے نمبر کا پلیٹ فارم ہے۔

کاہو جودڑو

بعض روایتوں کے مطابق کاہو جودڑو کا نام ''کاہو دونرو'' کی سرداری کی وجہ سے پڑا۔ دونرے اس شہر کے آخری وارث تھے، جنھیں دریاخان وزیراعظم نے اپنی محبوبہ کے حصول کے لیے قتل کردیا تھا۔

یہاں کوئی بھی عمارت مکمل نہیں ہے ۱۸۸۹ء میں جب شادی پلی ریلوے لائن بچھائی جارہی تھی تب ٹھیکیدار اسے ایک بے کار مٹی کا ڈھیر سمجھ کر یہاں کی اینٹیں تعمیر کے دوران استعمال کرلیا کرتے تھے۔ اسی دوران کچھ منقش اینٹیں اور دو مجسمے ملے (خیال کیا جاتا ہے کہ ایک مجسمہ ممبئی عجائب گھر میں موجود ہے) ان کے علاوہ دس پیتل کے سکے بھی ملے جو 3/8 مربع انچ اور 1/8 انچ موٹے تھے۔

۱۹۰۹ء میں آرکیالوجیکل سروے کے سپرنٹنڈنٹ ''مسٹرایچ کزنس'' نے بتایا کہ یہاں ایک مٹی کا ڈھیر ہے جس کے شمالی کنارے کے پاس کچھ اینٹوں کا ایک استوپا تعمیر کیا ہوا ہے اور استوپا کے گرد جلی ہوئی گندم ملی ہے۔

۱۹۵۷ء میں مہر کا چھیلوی نے جب اسے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہاں ایک جگہ کھدائی سے مٹکے قطار در قطار اُلٹے پڑے ہوئے ملے۔

مٹکوں پر مٹی کی موٹی تہہ چڑھی ہوئی تھی جو کہ ایئر کنڈیشن کا کام کرتی تھی۔ اس دور میں امیر لوگوں کے گھر کی دیواروں پر بھی مٹی کی تہہ لگوادیا کرتے تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں کے باشندے بہت خوش حال زندگی بسر کرتے تھے

گورنمنٹ فروٹ فارم:

سندھ کے تمام فروٹ فارم میرپورخاص فروٹ فارم کے ماتحت ہیں۔ اس فارم کے ساتھ ایک سیڈ فارم بھی ہے اور یہ ملک کا سب بڑا فروٹ فارم ہے۔ یہاں پھلوں اور سبزیوں پر تجرباتی کام ہوتا ہے۔ تفریحی نگاہ سے بھی یہ ایک بہت ہی اچھا باغ ہے۔

چار مینار:

چھ لاکھ روپے کی رقم خرچ کر کے بلدیہ میرپورخاص نے ڈاک خانہ روڈ پر ۱۹۹۱ء میں چار مینار قائم کروائے جو کہ تاریخی یادگار کے طور پر اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

مجموعی تبصرہ:

''اس شہر کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ یہ شہر، شہری اور دیہی دونوں خصوصیات کا سنگم ہے''۔

میرپورخاص کو ''سٹی آف این جیوز اینڈ مینگوز'' بھی کہا جاتا ہے۔

یہاں سے آم برآمد بھی کیے جاتے ہیں۔ زراعت کے لحاظ سے بھی یہ شہر منفرد اہمیت اور بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔

کپاس اور گنا بھی یہاں بڑی تعداد میں پیدا ہوتا ہے۔ شہر کے ساتھ ہی کپاس صاف کرنے اور شکر بنانے کے کارخانے بھی موجود ہیں۔

میرپورخاص کھیلوں کے میدان میں بھی پیچھے نہیں، یہاں نصف درجن چھوٹے بڑے کھیل کے میدان ہیں مگر ''گاما اسٹیڈیم'' کو مرکزی حیثیت حاصل ہے

جس میں صوبائی اور قومی سطح کے میچ اور ٹورنامنٹ منعقد ہوتے ہیں۔
یہاں پر مختلف کلب بھی موجود ہیں جن میں تھرپارکر جیم خانہ، سٹیزن جیم خانہ، ہندو کلب، روٹری کلب میرپورخاص اور روٹری کلب سٹیلائٹ ٹاؤن خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ میرپورخاص میں ہر سال پھولوں اور پھلوں کی نمائش بھی منعقد کی جاتی ہے۔ لوگوں کی دلچسپی کے لیے میلے بھی لگتے ہیں۔ دسمبر ۲۰۰۴ء میں جشنِ میرپورخاص بھی منایا گیا جس میں مختلف پروگرامز ہوئے مثلاً ایک شام شعر و شاعری کے نام کی گئی جس میں سندھ کے مختلف شہروں سے تعلق رکھنے والے شعراء کو مدعو کیا گیا اور ایک شام پاکستان کے مشہور گلوکاروں کے نام کی گئی اس کانسرٹ میں میرپورخاص کے شہریوں کا داخلہ بنا کسی ٹکٹ کے ممنوع نہیں تھا، اس کانسرٹ میں ہمارے ملک کے بڑے بڑے گلوکار ایک ساتھ ایک ہی اسٹیج پر پہلی دفعہ ہمارے شہر میں جمع ہوئے ان پروگرامز کے علاوہ تین روزہ ثقافتی میلہ بھی رکھا گیا۔ تین روزہ (۲۱ تا ۲۳ دسمبر) جشنِ میرپورخاص ''کلچر اینڈ ٹورزم ڈپارٹمنٹ کے تحت کلچر اینڈ ٹورزم کے منسٹر جناب شبیر احمد قائمی'' کی کوششوں سے منعقد ہوا۔ ہمارے شہر میں کئی سینما گھر بھی موجود ہیں جن میں مہر سینما، قائم سینما، پیلس سینما، تصویر محل، پاشا سینما اور فردوس سینما وغیرہ شامل ہیں۔ ۱۹۲۵ء میں ''مسٹر دین محمد آرائیں'' نے یہاں اسکاؤٹنگ کی بنیاد ڈالی۔ میرپورخاص میں رضاکاروں کی تنظیم بھی ہے جس میں شہری رضاکارانہ طور پر شامل ہو کر حکومت کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔ یہاں کئی پولیس اسٹیشنز بھی موجود ہیں جن میں ایمرجنسی پولیس ہیلپ لائن (۱۵) نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ یہاں پر کئی مزارات، مساجد اور کئی گورنمنٹ و پرائیویٹ اسکولس بھی موجود ہیں۔ کالجز بھی موجود ہیں۔
دو اعلیٰ درجے کے پروفیشنل کالجز یعنی محمد میڈیکل کالج اور محمد انسٹی ٹیوٹ آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی موجود ہیں۔ ان کے علاوہ ماڈل کالج میرپورخاص، ابن رشد (لڑکیوں کے لیے) اور شاہ لطیف کالج (لڑکوں کے لیے) جسے ایس ایل کالج بھی کہا جاتا ہے، شامل ہیں۔ نیز محمد کالج فار انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن بھی موجود ہے۔

میرپورخاص کی ادبی تنظیمیں

میرپورخاص میں کئی ادبی تنظیمیں ہیں بزم دارالادب بیدل یہاں کی سب سے پہلی تنظیم تھی جس کا قیام مختیار احمد کی کوششوں سے اپریل ۱۹۴۸ء میں ہوا۔ اگست ۱۹۴۸ء میں بزم فروغ ادب قائم ہوئی پھر چند ماہ بعد ہی احباب ذوق کا قیام ہوا۔ ان تنظیموں ہی کی بدولت میرپورخاص میں مشاعروں کا رواج شروع ہوا۔ ۱۹۵۹ء میں مرکز علم و ادب کا قیام عمل میں آیا جس کے تحت مشہور ہستیوں کی یاد میں شامیں منائی جانے لگیں اور ادبی کانفرنسوں کا اہتمام کیا جانے لگا۔ اس وقت میرپورخاص میں محمد میڈیکل کالج اور محمد انسٹی ٹیوٹ آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے تحت باقاعدہ سالانہ مشاعرے ہوتے ہیں جن کے باعث شہر کی ادبی فضا کو جلا ملی ہے۔

۱۹۶۷--۱۹۵۷ء کے عرصے میں بزم نظام الادب اور پاکستان رائٹرز گلڈ سب ریجن میرپورخاص کا قیام عمل میں آیا۔
۱۹۷۷--۱۹۶۷ء کے عرصے میں مجلس علم و ادب، بزم طالب المولیٰ انجمن ترقی اردو پاکستان، فن کدہ، بزم فروغ ادب (ثانی) اور ایوان فکر کے ناموں سے ادبی تنظیمیں منظر عام پر آئیں جن میں فن کدہ نے نمایاں کام کیا اور شب قہقہہ جیسے منفرد پروگرام بھی کرائے۔
میرپورخاص کی ادبی تاریخ میں ۱۹۸۷--۱۹۷۷ء کا عرصہ بڑا پُر بہار رہا۔ ۲۳ جنوری ۱۹۷۷ء کو رفیق احمد نقش، بشیر عنوان، یعقوب خاور اور دین محمد تبسم نے انجمن نوجوان مصنفین کے نام سے ایک ادبی تنظیم قائم کی، اس انجمن کے تحت تنقیدی نشستیں منعقد کروائی گئیں اور تقریری مقابلے بھی کروائے جانے لگے پھر اسی تنظیم کے نقش قدم پر ایک اور تنظیم حلقہ ارباب ادب قائم ہوئی جس میں رفیق احمد نقش، بشیر عنوان، یعقوب خادم، دین محمد تبسم، نصیر احمد نصیر، قاسم رحمان، افتخار حسین منتظر، مصطفیٰ آفاق (جو کہ اب مصطفیٰ ارباب کے نام سے جانے جاتے ہیں) احمد نصیر اور اشتیاق خان شامل تھے۔ بعدازاں اس تنظیم

میں ندیم الحسن، افتخار حسین منتظر، عبداللہ شیخ اور راقم الحروف بھی شامل ہوگئے۔ اس تنظیم ہی کی وجہ سے مجلسِ مشاورت کا رواج بھی شروع ہوا۔ اب اس کے منتظمین اپنے معاشی مسائل کی وجہ سے دوسرے شہروں کو منتقل ہوگئے ہیں مگر کچھ نے مل کر ایک اور تنظیم "فرہنگ" کے نام سے شروع کی ہے جس میں آصف خان، اشتیاق خان، افتخار حسین منتظر، بشیر عنوان، سلطان ندیم، شیخ جابر اور مصطفیٰ ارباب شامل ہیں۔

میرپورخاص میں کچھ تنظیمیں ایوان ادب بزم تعمیر ادب، لوک ادب سوسائٹی، ماروی آرٹس اکیڈمی، شاہ عبداللطیف ادبی سوسائٹی، بزم اردو ادب پاکستان کے نام سے منظر عام پر آئیں پر انہوں نے کچھ نمایاں کام سرانجام نہیں دیے۔

غرض یہ کہ میرپورخاص میں رہنے والے اہل قلم ملکی اور غیر ملکی سطح پر جانے جاتے ہیں اور یہاں ادب کے قارئین کا اچھا خاصہ حلقہ موجود ہے۔

میرپورخاص کی اہم شخصیتوں میں اوپر دی گئی شخصیات کے علاوہ بھی نامور ہستیاں ہیں جن کا الگ الگ ذکر ممکن نہیں۔ البتہ دو شخصیات کا ذکر یہاں ضروری ہے۔ ایک ڈاکٹر سید علی محمد مرحوم جو محمد فاؤنڈیشن ٹرسٹ کے بانی چیرمین تھے اور ایک موجودہ چیرپرسن مسز رضیہ علی محمد۔ ان دو افراد نے دیہی اور غریب شہری پاکستان کا پہلا منظور شدہ میڈیکل کالج، محمد میڈیکل کالج اور محمد انسٹی ٹیوٹ آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے قیام میں کلیدی کردار ادا کیا اور اس علاقے میں ایک خاموش تعلیمی انقلاب کی بنیاد رکھ دی۔ نیز ۴۰۰ بستروں پر مشتمل کراچی کے باہر سندھ کا سب سے بڑا پرائیوٹ اسپتال محمد میڈیکل کالج اسپتال بھی قائم کیا جس میں ہزاروں غریب اعلیٰ درجے کا علاج غیر یقینی طور پر سستے داموں حاصل کرتے ہیں۔ ان کے فرزند ڈاکٹر سید ظفر عباس، انگلینڈ میں اپنی کنسلٹنٹ گیسٹروانٹرولوجسٹ اور فزیشن کی جاب چھوڑ کر اپنے والدین کا خواب پورا کرنے یہیں آبسے ہیں اور محمد میڈیکل کالج اسپتال کے موجودہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ بھی ہیں۔

حوالہ جاتی کتب:۔

۱۔ کتابی سلسلہ تحریر، ۲۔ تاریخ و تعارف میرپورخاص شہر۔ مہر کا چھیلوی، ۳۔ تاریخ تھرپارکر۔ مہر کا چھیلوی۔

Compiled and Researched by:

Dr. Sheerin Ahmed Khan

(Student of Muhammad Medical College, Mirpurkhas)